محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ و سلم) کو دنا کا سب سے بہترین آدمی اور عظیم ترین مخلوق ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہ مذہب اسلام کے بانی ہیں۔ آپ کی ولادت اب کے سعودی عرب کے مکہ شہر میں ہوئی۔ بچپن میں بکریاں اور اونٹ چرانے کے بعد جوانی میں ایک خاتون خدیجہ جو بعد کو آپ کی بیوی ہوئیں، کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے۔ شادي کے بعد تجارب بھی ترک کردی۔ 40 برس کی عمر میں نبوت ملی اور اس کے 13 برسوں بعد حجاز کے ایک دوسرے شہر مدینہ کی جانب ہجرت کرلی کیونکہ مکہ والوں کو نیا دین کچھ بھایا نہیں تھا۔ مدینہ میں 10 سال قیام رہا اور وہیں مالک حقیقی سے جا ملے۔ کل عمر 63 برس کی ہوئی۔اتنی مختصر سی مدت میں وہ کارہائے نمایاں انجام دئے کہ دنیا حیران ہے۔ دنیا کو ایک نیا مذہب دیا۔ ایک نئے سماج کے تصور کو حقیقت کا روپ دیا اور ساری دنیا کی انسانیت کو ایک ایسا طریقہ معاش دیا جو ہر رنگ، نسل، علاقہ اور خطہ میں یکساں ہے اور وہ طریقہ معاش اسلام ہے۔

احوال

آپ کا پورا نام ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہے۔

آپ کی ولادت مکہ سے سرداد اور کعبہ کے متولی عبد المطلب کے بیٹے عبد اللہ کے یہاں 570 یا 571 میں ہوئی۔ والد عبداللہ کا انتقال پیدائش سے پہلے ہو چکا تھا۔ جب 6 سال کے تھے تب والدہ آمنہ بھی دنیا چھوڑ گئیں اور بعمر 8 برس دادا جان عبدالمطلب بھی چل بسے۔ ان کے چچا ابوطالب نے ان کی پرورش کی۔

25 سال کی عمر میں آپ نے شہر کی ایک مشہور خاتون خدیجہ کی ملازمت اختیار کرلی۔ خدیجہ نے آپ کو اپنے تجارتی قافلہ کا نگہبان بنا دیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی نگہبانی کا خدیجہ کا پہلا تجارتی قافلہ شام گیا جہاں سے انہیں بہت زیادہ منافع ہوا۔ خدیجہ کو محمد بہت پسند آئے اور انہوں نے شاید کاپیغام دے دیا۔ حالانکہ دونوں کی عمر میں 15 برس کا فرق تھا مگر جانبین کو یہ رشتہ منظور ہوا اور دونوں کی شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد جیسے جیسے آپ کی عمر ہوتی جا رہی تھی آپ کی نجی زندگی میں روحانی تبدیلیاں شروع ہوگئیں۔ خواب اور الہام کا سلسلہ شروع ہوا اور آپ تنہائی میں جا کر غور و فکر میں لگ گئے۔ 40 برس کی عمر میں ان کے پاس ایک فرشتہ آیا جو کسی زمانہ میں موسی و عیسی کے پاس آیا کرتا تھا۔ یہیں قران کے نزول کا سلسلہ شروع ہوا۔ مذہب اسلام کا آغاز ہوا اور آپ کی نبوی زندگی کا آغاز ہوا۔ اور یہیں سے زندگی نے ایک نئی کروٹ لی۔ مصیبت، تکلیف، پریشانی، انکار کیا جانا، جھٹلایا جانا، پریشان کیا جانا، بائیکاٹ، تہمت، بہتان، الزام، مذاق سب کچھ یہیں سے شروع ہوا

اور مسلسل 13 برس تک جاری رہا بالآخر فی الوقت ظالم شہر کو چھوڑ کر مدینہ کی راہ لی جسے تاریخ اسلام میں ہجرت کہا جاتا ہے اور اسی ہجرت سے اسلامی تقویم کا آغاز ہوتا ہے۔ ہجرت کا واقعہ 622 کا ہے۔

مدینہ میں بھی ابتدائی ایام زیادہ آرام کے نہیں تھے۔ وہاں پہلے سے موجود یہودیوں اور ان کے ساتھی منافقین نے بھی تکلیفیں دیں مگر یہاں کے اوس اور خزرج قبائل نے بھرپور تعاون دیا اور یہیں سے باہر کی دنیا میں اسلام پھیلنا شروع ہوا۔ آپ نے جب دیکھا کہ لوگ آپ کے مذہب کو قبول کررہے ہیں تو زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی لوگوں کی رہنمائی شروع کی۔ سماجی، معاشی اور اقتصادی طور پر احکام آنا شروع ہو گئے اور دھیرے دھیرے زندگی کے ہر شعبہ میں اسلامی طریقہ داخل ہوتا گیا۔ اس دوران اہل کہ سے بدر، احد اور خندق سمیت کئی چھوٹی بڑی جنگیں ہوئیں جن کا نتیجہ ملا جلا رہا مگر اسلام کے پھیلنے کا سلسلہ بدستور جاری رہا بلکہ دن بہ دن بڑھتا رہا۔ مدینہ میں آنے کے 8 برس تک اسلام اچھا خاصا پھیل چکا تھا۔ آپ نے عرب سے باہر عجم اور دیگر علاقوں جیسے مصر اور فارس کے بادشاہوں کو بھی خطوط لکھے کہ وہ اسلام کو اپنا لیں اور اس طرح اپنی سیاسی زندگی میں قدم رکھا۔ جنگوں میں وہ عسکری اور قائدانہ صلاحیت کا لوہا منوا چکے تھے۔ 630 میں جب اہل مکہ کی نافرمانیاں حد کو تجاوز کرگئیں اور مدینہ میں مکمل اطمینان ہو گیا اور یہودیوں کا دیس نکالا ہو گیا تب آپ نے مکہ کا رخ کیا۔ مکہ فتح ہوا اور اس طرح خدا کا گھر خدا کے بندوں کے سپرد ہو گیا۔ وہاں اذان ہوئی اور نماز پڑھی گئی۔ فتح مکہ کے بعد سیاسی طور پر اسلام بہت مضبوط ہوا اور دور دور تک لوگ بخوشی اسلام قبول کرنے لگے۔ ایسا نہیں کہ فتح مکہ کے بعد سب کچھ آسان ہو گیا تھا مگر لوگوں کے دلوں میں آپ کی عظمت اور عب کا سکہ بیٹھ گیا تھا تاہم کچھ بہادر قبائل اب بھی اپنی طاقت اور فوجی مہارت کی بناپر اپنے پرانے دین کے دفاع میں لگے تھے جن میں سرفہرست اہل طائف و حنین تھے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد اسلامی قوت نے ان سے بھی لوہا لیا اور کچھ محنت و مشقت کے بعد انہیں زیر کرلیا۔

رفتہ رفتہ 632 کا سال آگیا جب اسلام اطراف کے علاقوں میں پھیل کر مانوس ہو چکا تھا۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، اذان، مسجد، قصاص، فدیہ، عید، قربانی، جیسی اصطلاحیں اور عام زندگی کا حصہ تھیں۔ آپ نے اپنی تعلیمات میں انسان کی جسمانی، روحانی، سیاسی، سماجی، معاشی، جنگی نیز زندگی کے تمام پہلوں پر روشنی ڈالی اور لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھائی۔ گوکہ مذہب اسلام ہر طرح سے لوگوں کی زندگی میں سما چکا تھا جسے قیامت تک رہنا تھا۔ اب آپ کو بڑھاپا کا بھی احساس ہونے لگا۔ جسم میں نقاہت محسوس ہونے لگی۔ نیز مدینہ سے مکہ کا راستہ جب

بالکل پرامن ہو گیا اور ہر طرف آپ نے ماننے وال پھیل گئے زندگی کی آکری خواہش دل میں پیدا ہوئی کہ اپنے نسبی اور روحانی باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ادا کی جائے یعنی حج کیا جائے۔ لہذا 632 میں حج کا ارادہ کیا جو زندگی کا پہلا اور آخری حج تھا۔ یہ حج لوگوں کو ایک جمع کرنے کا بہانہ بھی تھا تاکہ ان سے خطاب کیا جائے۔ انہیں یقین دلایا جائے کہ جس مذہب کو لے کر وہ آئے تھے وہ حقیقی معنوں میں اس دنیا میں لوگوں کے دلوں میں اترچکا ہے اور جس طرح بت پرستی حجاز سے ختم ہوئی ہے اسی طرح لوگوں کی زندگی سے دھوکہ، فریب، جھوٹ، غیبت، دغا، لوٹ کھسوٹ اور فحاشی کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ گویاکہ ایک آئیڈیل سماج جنم لے چکا تھا۔

اس آخری حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے یعنی الوداعی حج جسے انگریزی میں farewell کہا جاتا ہے۔ اس سے قبل آپ نے نبوت کے فرائض پورے کردئے۔ لوگوں کو مکمل طور پر خدا کا پیغام پہونچا دیا اور اس طور پر پہونچایا کہ اب قیامت تک خدا کو انسان کی اصلاح کے لئے کسی نئے نبی کے بھیجنے کی ضرورت نا پڑے۔ اللہ کا ایک وعدہ تھا جو مکہ کے ایک شتربان نے نبی ہو کر سچ کردکھایا اور اسی لئے اللہ نے مکہ کے محمد بن عبداللہ کو کئی انعامات، اعزازات اور معجزات سے نوازا۔ انہیں قیامت میں حوض کوثر کا مالک بنایا۔ شفاعت کا اعزاز دیا۔ سید المرسلین، سید البشر، امام الانبیا جیسے القاب دئے۔ معراج پر بلاکر اپنا دیدار کرایا اور رہتی دنیا تک آپ کے مذہب کو ماننے اور دنیا کے کونہ کونہ میں پہونچانے کا وعدہ کیا۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ قران جیسی کتاب دی جو محمد بن عبداللہ کے آخری نبی اور اسلام کے آخری دین ہونے کی اللہ کی آخری کتاب بنی۔

632 کو حج کے لئے روانہ ہوئے۔ حج کے موقع تقریبا ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کا ہجوم تھا جو آپ کی 23 سالہ محنت کا ثمرہ تھا۔ یہاں آپ نے مشہور خطبہ بھی دیا جسے خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اسی خطبہ میں آپ نے فرمایا تھا: عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔

حج کے بعد مدینہ واپس ہوئے اور صرف ماہ زندہ رہے اور مئی یا جون 632 میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

آپ نے متعدد شادیاں کیں۔ سب سے پہلے 25 برس کی عمر میں خدیجہ سے آپ کا نکاح ہوا جو اول خاتون مسلمان بھی ہوئیں۔ ان کے دو بیٹے قاسم اورعبداللہ پیدا ہوئے اور دونوں زیادہ نہی جی سکے۔ ان کے علاوہ چار بیٹیاں ہوئی: زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔ ان میں فاطمہ آپ کو بہت پیاری تھیں جن کا نکاح آپ نے اپنی چچازاد بھائی علی سے کیا جن سے حسن و حسین پیدا ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی 9 بیویاں با حیات تھیں جن میں آپ کے سب سے عزیز دوست اور خلیفہ اول ابوبکر صدی کی بیٹی عائشہ سے آپ کو بہت پیار تھا۔ ان

دونوں کے علاوہ دیگر ازواج مطہرات کے نام سودہ بنت زمعہ، حفصہ بنت عمر، زینب بنت خزیمہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، جویریہ بنت حارث، ماریہ القبطیہ، ام حبیبہ، صفیہ بنت حی بن اخطب، اور میمونہ بنت حارث ہیں۔ ان میں سے صرف ماریہ سے ایک اولاد ہوئی جن کا نام ابراہیم رکھا گیا مگر یہ بھی زیادہ دن نہیں جی سکے۔